مفت سلسلہ اشاعت نمبر 106

عقائد حقہ

اہلسنت وجماعت

مصنف امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ

ترتیب حضرت علامہ مولانا محمد حشمت علی خاں رضوی علیہ الرحمۃ

ناشر
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

عقائد حقہ اہلسنّت و جماعت

مصنف

عظیم البرکت، عظیم المرتبت، امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت
الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

ترتیب

شیر بیشہ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا
حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000 فون: 2437799

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ

نام کتاب : عقائد حقہ اہلسنّت و جماعت
مصنف : امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
ترتیب : شیر بیشہ اہلسنّت حضرت علامہ حشمت علی خان علیہ الرحمہ
ضخامت : ۳۲ صفحات
تعداد : ۲۰۰۰
سن اشاعت : اکتوبر 2002ء
مفت سلسلہ اشاعت : **۱۰۶**

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000 فون: 2439799

ابتدائیہ

اگر کوئی مجھ سے یہ پوچھے کہ تم نے کسی ایسے شخص کے بارے میں سنا ہے جو بیک وقت فنِ تحریر و تقریر میں کامل دسترس رکھتا ہو تو بے اختیار ذہن کی سطح پر جس ہستی کا نام اُبھرتا ہے وہ خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کا ہے۔

موصوف جہاں فنِ تقریر میں اپنی گوں ناگوں صلاحیتوں اور زورِ بیاں کے باعث خطیب مشرق کہلاتے تھے وہیں فنِ تحریر میں بھی دنیا ان کا لوہا مانتی تھی ان کی تحریروں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ الفاظ و محاورات ان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے تھے اور وہ موقع محل کی مناسبت سے جس لفظ اور محاورے کو جہاں چاہتے تھے استعمال کرتے تھے۔

علامہ موصوف یوں تو اپنی علمی و ادبی وجاہت کی بناء پر ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے لیکن ان کی ایک اور ناقابل فراموش خصوصیت امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اور خانوادۂ رضویت سے ان کا والہانہ عشق و محبت ہے۔ جب ان کا راہوار قلم اس طرف رُخ کرتا تو محبت و پیار اور ادب و احترام سے سرپٹ دوڑتا چلا جاتا، کسی ایک جگہ کی بات نہیں پاسبان کے فائل اور آپ کی تصانیف اس پر شاہد و عادل ہیں۔

اگرچہ زیرِ نظر کتابچہ نہ تو امام اہلسنّت کی سیرت مبارکہ پر مشتمل ہے اور نہ ہی خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کے حالات زندگی پر، لیکن ماہنامہ پاسبان کے "امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ" نمبر میں حضرت علامہ منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی نے "نشان منزل" کے نام سے اپنے مضمون میں خطیب مشرق کے امام اہلسنّت علیہ الرحمہ کی تعریف میں لکھے ہوئے جو چند اقتباسات جمع کیے ہیں ان پر نظر پڑی تو دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ گوہر آبدار اپنے قارئین کرام کے شرف ملاحظہ کے لیے بھی پیش کردیے جائیں چنانچہ ملاحظہ فرمایئے:۔

خطیب مشرق کی تصنیف "دیوبند کی خانہ تلاشی" سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے اور سر

دھنیے آپ رقم طراز ہیں:۔

☆ اللہ اکبر! ایک ایسا درویش جس کا علم کسبی نہیں وہبی تھا ورنہ مسئلہ علم غیب پر چند گھنٹے میں خانہ کعبہ کے در و دیوار تلے عربی زبان میں "الدولة المكيه فى مادة الغيبية" جیسی ضخیم محقق و مدلل و مبرہن کتاب کا قلمبند کر لینا کچھ آسان نہ تھا۔ یہ کتاب از ابتداء تا انتہا خدا کی عطا کردہ اعلیٰ ترین صلاحیتوں کی مظہر و آئینہ ہے۔ جہاں عام انسانوں کا علم کسبی دست بستہ انہیں خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔

☆ چنانچہ جب امام احمد رضا جیسی نادر روزگار شخصیت نے "کمان" اپنے ہاتھ میں سنبھالی تو سیف قلم نے شاتمان رسول کے بڑے بڑے ناموروں کے سر قلم کر دیئے جو کوہستان و بیابان دیوبندیت کے شیر ببر سمجھے جاتے تھے وہ امام احمد رضا کے نشانہ قلم پر شیر قالین تک ثابت نہ ہو سکے یہی جلانے کی وہ آگ ہے جس میں پوری دیوبندیت جھلس کر خاکستر ہو رہی ہے اور جب تک توبہ نصیب نہ ہوگی یہ آگ انہیں یونہی بھسم کرتی رہے گی۔

☆ خدائے قدیر سیدنا امام احمد رضا کی قبر اطہر پر رحمتوں کی ساون بھادوں برسائے جن کے نوک قلم نے گھٹا ٹوپ تاریکیوں کا پردہ چاک کر کے پوری امت مسلمہ کو اجالے میں کھڑا کر دیا۔

☆ اے وقت کے دانشورو! غور کرو امام احمد رضا کا ایک ایسا وجود مسعود جو تن تنہا لاکھوں پر بھاری بھرکم تھا۔ عقل حیران ہے کہ زبان و قلم کے لیے نیاز مندیوں کی بھیک کہاں سے مانگی جائے اور کس کے خزانہ عامرہ سے گوہر آبدار چن چن کر ان کے قدموں پر نچھاور کیے جائیں جس سے امام احمد رضا جیسی قد آور شخصیت کی دینی و قلمی خدمات کا حق ادا کیا جا سکے۔

☆ امام احمد رضا وہ ایک شخص ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک نظریہ تھا، مسلک تھا، مشرب تھا، انجمن تھا، کانفرنس تھا، کتب خانہ تھا، لائبریری تھا، علوم و معارف کا کوہ گراں بھی تھا، بحر زخار بھی تھا، وہ درسگاہ بھی تھا اور خانقاہ بھی تھا۔

☆ امام احمد رضا، آسمان علم و حکمت کا درخشاں آفتاب تھا اور گلستان طریقت و معرفت کا شاداب پھول، علم ظاہر کا جاہ و جلال اور علم باطن کی زندہ مثال، وہ دن کے اجالے میں

میدان قلم کا شہسوار اور رات کی تاریکی کا عابد شب زندہ دار تھا، مناظر تھا، مقرر تھا، مصنف تھا، مولف تھا، مفسر تھا، معقولی تھا، منقولی تھا، خطیب تھا، فصیح تھا، بلیغ تھا، فقیہہ تھا، وجیہہ تھا۔

☆ امام احمد رضا، ماہر الہیات وفلکیات تھا، ماہر ریاضیات وطبیعات تھا، ماہر نجوم وتوقیت تھا، جو مدتوں کشور علم پر ساون بھادوں کی طرح برستا رہا وہ ماہر علم الادویات وعلم الابدان تھا، غرض وہ بیک وقت پچاس سے زائد علوم پر یدطولیٰ ودستگاہ کامل رکھتا تھا۔

☆ امام احمد رضا، وہ اپنے وقت کا ابوحنیفہ وشافعی تھا، وہ غزالی بھی تھا اور رازی بھی تھا، وہ رومی بھی تھا اور محی الدین بھی تھا، وہ درس گاہ کی نوک پلک سے آشنا اور خانقاہ کے اسرار ورموز کا ہمراز بھی تھا۔

☆ اسے خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایسی کئی زندگیاں درکار ہیں وہ اور بے شمار نعمتوں میں سے ایک نادر نعمت تھے، جن کے حق نگار قلم نے کروڑوں مسلمانوں کو کفر وگمراہی سے بال بال مامون ومحفوظ کرلیا۔ آج معمولات ومراسم اہل سنت کی جو دھوم دھام ہے جس کے حسنات وبرکات سے پوری دنیائے اسلام مالا مال ہورہی ہے یہ امام احمد رضا ہی کے جہاد بالقلم کا ثمرہ ونتیجہ ہے۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

لیکن رکیے......! ابھی پاسبان ملت کی پیاس نہیں بجھی وہ از خود عالم وجد میں فرماتے ہیں:۔

☆ گفتگو اپنے موضوع سے بہت دور آ گئی، حضور مجاہد ملت اور سیدنا امام احمد رضا جیسے قدسی صفات نفوس سے دل ایسا لگا بندھا ہے کہ ان کی بارگاہ میں پہنچ کر نوع بنوع اور گوناگوں جلوؤں میں گم ہوجاتا ہوں کہ بہت جلد واپسی کا امکان باقی نہیں رہتا۔

(دیوبند کی خانہ تلاشی ص۱۹ تا ۲۱)

☆ خطیب مشرق اپنی تصانیف کا انتساب امام احمد رضا کے نام کرتے ہوئے بڑا والہانہ انداز اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ خطبات نظامی کے انتساب میں عشقیہ کلمات ملاحظہ ہوں:۔

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

☆ عالم اسلام کی آفاقی وعبقری شخصیت جو نوابوں اور راجاؤں کو خاطر میں نہ لاکر پوری برملائیت سے کہ گئی:۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

☆ سلطان العارفین، سید السالکین، مجدد مائۃ ماضیہ، ولی کامل، علم ظاہر وباطن کے سنگم سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطبات کا ایک ایک لفظ منسوب کرتا ہوں۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

ابھی آپ نے ایک مقتدی کے اپنے امام اور ایک محب کے اپنے محبوب کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے مختلف انداز ملاحظہ فرمائے اب آیئے اصل موضوع کی طرف تو زیر نظر کتابچہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ دراصل دو چھوٹے چھوٹے رسائل پر مشتمل ہے پہلا رسالہ جو کہ "عقائد حقہ اہلسنت وجماعت" کے نام سے موسوم ہے وہ امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے جسے ترتیب دینے والے شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ مولانا حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمہ ہیں جبکہ دوسرا رسالہ جو کہ شامل اشاعت ہے وہ "عقائد علمائے نجد ودیوبند" کے نام سے موسوم ہے جسے حضرت علامہ مولانا ابو داؤد صادق صاحب مدظلہ العالی نے تصنیف فرمایا ہے۔ امید ہے ہماری دوسری کتابوں کی طرح زیر نظر کتابچہ بھی قارئین کرام کے علمی ذوق پر پورا اترے گا۔ یہ جمعیت کی جانب سے شائع ہونے والی 105 ویں کڑی ہے۔

والسلام

محمد عرفان وقاری
جنرل سکریٹری
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَزَّ بُرْھَانُہٗ

مومن بماجاء بہ الرسول کو بہ تصدیقِ قلبی واقرار لسانی امور ذیل کا اظہار لازم ہے اور یہی ایمان شرعی ہے۔

(۱) صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے اس کا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں، تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل ویر تو ہیں۔

(۲) وجوبِ وجود، استحقاق عبادت خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی وجزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

(۳) حیوٰۃ، قدرۃ، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ، صفات ذاتیہ حق سبحانہ کی ہیں۔ ان سب سے ازلاً متصف ہے۔ باقی صفات فعلیہ، نفسیہ، سلبیہ، اضافیہ ہیں۔

(۴) کائنات کو خلعت وجود بخشنے سے پیشتر ویسا ہی کامل تھا جیسا بعد میں۔ (الآن کما کان)

(۵) شفائے مریض، عطائے رزق، ازالہ تکالیف ومصائب بطور استقلال وخلق اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

(۶) طبیب، بادشاہ ودیگر اسباب ظاہری وباطنی مثل دعا وہمت انبیاء واولیاء بہ عطائے الٰہی بطور تسبب امور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔

(۷) حکیم علی الاطلاق کی صفت حکمت کا تقاضہ ہے، کہ یہ صفات وافعال الٰہیہ درپردۂ اسباب ظہور فرماتے ہیں۔ جیساکہ بداہتہً معلوم ہے کہ بے شمار اسباب معاش وتدابیر مہمات ومدافعت امراض مظاہرِ رزاقیت وغیرہ صفات قدیمہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً وکشفاً ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعا وہمت وبرکت وجوداتِ مبارکہ مظہر فیضان عنایت الٰہی ہے۔ صرف اسباب کو مدنظر رکھنا اور مسبب جل شانہٗ کی قدرت کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر ومحدود کرنا کفر ہے۔ اور اسباب کا کلیتہً نفی کرنا ابطال حکمتِ قدیمہ کے علاوہ سعادت دین ودنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری وباطنی (اولیائے مقربین) کو جلوہ گاہ صفات الٰہیہ مان کر ان سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمال ایمان کا نشان ہے۔

---

(۸) جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، جہت، حرکت، انتقال، تبدیل ذاتی وصفاتی جہل، کذب ممکنات سے مختص ہیں۔ ذاتِ حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

(۹) استوا علی العرش، ضحک، وجہ، ید وغیرہ صفات منصوصہ کذائی مثل صفات ثمانیہ، سمع بصر، علم، ارادہ، کلام، قدرت، حیوٰۃ، تکوین، بے چون وبے چگون ہیں۔

(۱۰) ادراکِ حقیقت الٰہیہ میں انبیاء اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی وصفاتی واسمائی نصیب انبیاء واولیاء حسب المراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔

(۱۱) رویت ذات حق آخرت میں اہل جنت کے لئے ثابت ہے بلاکیف وبلاجہت۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال واعمال کا خالق اور مُرید ہے۔ لیکن راضی بالکفر والمعصیت نہیں ہے۔

(۱۳) تمام خیر وشر خالق الکل جل شانہٗ کے ارادہ وخلق وتقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہوچکا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن راضی صرف خیر پر ہے۔

(۱۴) تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے نیکی اور بدی کا راستہ بتاکر اپنے افعال میں گونہ اختیار دیاہے۔ جس کے سبب انسان اور حجر وشجر میں فرق بدیہی ہے۔ جسے اصطلاحاً کسب کہتے ہیں۔ اسی کسب کے سبب وہ جزا اور سزا کا مورد ہے۔

(۱۵) جبر جو منافی جزا ہو اور قدر جو شرکت شے کی خالقیت میں قادر مطلق سے پیدا کرے باطل ہیں۔ زیادہ خوض وبحث اس مسئلے میں ممنوع ہے۔ امور مذکورہ پر ایمان لانا باعثِ نجات ہے۔ اور ان کا انکار ہلاکت۔ پس عقلمندی وسعادت یہ ہے کہ حصول نجات کی فکر ہو۔

(۱۶) بے نیاز ہے۔ کسی کا اس پر حق نہیں ہے۔ مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے، وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

(۱۷) اس کے تمام افعال حکمت ومصلحت پر مشتمل ہیں۔ لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذات مقدس نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی کوئی شے اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ قبح وظلم وسفہ وعبث سے اس کے افعال منزہ ہیں۔

(۱۸) مومن کو دین حق پر انشراح عطا فرمانا اور اسے قبول کرنا اور اس کے موافق اعمال واحسان

کی توفیق عطا فرمانا اس کا فضل ہے۔ اور کافر کو صرف عقل و حواس عطا فرماکر تبلیغ انبیاء کا اس کے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا جناب رب العزۃ کا عدل ہے۔

(١٩) صفت عدل و فضل کی چھ صورتیں ہیں جن کا اعتقاد کرنا مومن پر فرض ہے:

(١) حق سبحانہٗ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں فرماتا۔

(٢) کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔

(٣) کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا۔

(٤) اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کے لئے اجر رکھتا ہے۔

(٥) کسی کو طاعت یا معصیت پر جبر نہیں فرماتا۔

(٦) فوق الطاقۃ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

(٢٠) افعال کا باعث ثواب و عقاب اخروی ہونا صرف اسی کے حکم سے ہے اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ بعض کی حکمت کو عقل ادراک کر سکتی ہے اور اکثر میں اخبار انبیاء کی محتاج ہے۔

(٢١) ہر ایک صفت الٰہی بالذات واحد ہے اور بحسب التعلق غیر متناہی۔ متعلقات حادث ہیں۔ اور اس کی صفات قدیمہ ہیں۔

(٢٢) حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے بہت نام ہیں جن کی خبر اسی نے اپنے کلام پاک میں دی ہے۔ اہلسنت کے نزدیک دُعا و ذکر الٰہی انھیں اسماء سے ہونا چاہیئے۔ جو شرع مطہر میں وارد ہیں۔ یہ سب اسماء کلام الٰہی کے مانند قدیم ازلی ابدی ہیں اور عباد کا اپنی زبان پر لانا یا لکھنا حادث ہے۔

(٢٣) اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الوہیت ہو اس کا ذات حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔

(٢٤) وحدت وجود حسب تقریر محققین حق ہے۔ شریعت حقہ کے کسی اصل کے منافی نہیں ہے فرق مراتب و حفظ احکام ضروری ہے۔ جو صفات مستلزم مرتبہ الوہیت کے ہیں ان کا مراتب سافلہ پر اطلاق کرنا اور بالعکس کفر ہے۔ جس طور پر یہ مسئلہ اکابر اسلام پر مکشوف ہوا ہے۔ اور اولیائے متشرعین نے حق الامکان بیان فرمایا ہے بحفظ حدود شرعی اس پر اعتقاد رکھنا باعث تکمیل ایمان اور

اس کا انکار خسران و حرمان ہے۔

اَلْاِیْمَانُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ

(١) اسلام و ایمان کا رکن اعظم جس کے بغیر کسی حالت میں بندہ مومن یا مسلم نہیں ہو سکتا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تمام کمالات ثابتہ بالنص الصریح کی تصدیق قلبی و اقرار لسانی ہے۔ اور آپ کی تعظیم ظاہری و باطنی سے ہر حالت میں متصف رہنا تمام اعمال و عبادات کی قبولیت کا اصل اصول ہے۔

(٢) آپ تمام انبیائے کرام سے افضل اور سب کے سردار ہیں۔

(٣) میثاق توحید الٰہی و ربوبیت ذات حق جیسا تمام بنی آدم سے لیا گیا ویسا ہی سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت اور تعظیم کا تمام انبیاء سے مؤکد طور پر عہد لینا باخبار الٰہی منصوص ہے۔

(٤) (الف) آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ نہ تو آپ کے زمانہ میں اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ حضور کے وصف خاتم النبیین کے یہی معنی ضروریات دینیہ سے ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اس معنی کو ناسمجھ لوگوں کا خیال بتانا یا حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی اور کو نبوت ملنی واقع یا جائز کہنا کفر ہے۔

(ب) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم اقدس تمام مخلوقات کے علوم سے اوسع ہے۔ کسی مخلوق کے علم کو علم اقدس سے زیادہ وسیع کہنا کفر ہے۔

(ج) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم کو جو بعض علم غیب ان کے رب کریم جل جلالہٗ نے عطا فرمایا انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام و جملہ اولین و آخرین کے جمیع علوم کا مجموعہ اور لوح محفوظ میں قلم قدرت کا لکھا ہوا سارا علم ماکان و ما یکون اس کا جزو ہے۔ اس کو یوں کہنے والا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ ہر جانور ہر چارپایہ کو بھی حاصل ہے قطعاً کافر ہے۔

(٥) تمام انبیاء بلحاظ بطون و تربیت روحانی تعین روحی جناب ختمی مآب خلفاء سرورِ عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ جیسے ظاہر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیابۃً آپ کے فرمان سے اس عہدے پر ممتاز ہوتے ویسے ہی انبیاء کرام باوجود خلعت نبوت وافضلیت ما دون الانبیاء کے آپ کی باطنی شریعت کے نافذ فرمانے والے تھے۔

⑥ آپ کی اطاعت واتباع اور محبت فرض ہے اس کے ترک پر عذاب الیم کا وعید منصوص ہے۔

عَلَامَاتِ مَحَبَّتِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ

① آپ کا اقتدا اور اتباع سنّت اقوال وافعال میں اور آپ کے اوامر ونواہی کی تعمیل۔

② زبان ودل سے آپ کا ذکر کرنا۔

③ آپ کے جمالِ پاک کا مشتاق ہونا۔

④ دل، زبان اور بدن سے آپ کی تعظیم کرنا۔

⑤ آپ کے اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرنا اور ان کے ساتھ بغض رکھنے والے سے بغض رکھنا۔

⑥ آپ کی سنت کے تارک کو بُرا سمجھنا۔

⑦ آپ کی تعظیم جیسا کہ ہر ایک مومن پر ظاہری زیارت کے وقت فرض تھی ویسا ہی اب بھی آپ کی حدیث فضائل اور نام مبارک سُنتے وقت لازم اور ضروری ہے۔ پس ان میں باتباع سلف مسلمانوں میں جو مباح وجوہ تعظیم مروجہ ہر ملک ہوں ان کا بوقت ذکر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجالانا تقاضائے ایمان ہے اور چونکہ مجالس میلاد میں قیام کرنا عشاق درگاہ کا معمول ہو گیا ہے۔ پس ان کا انکار روشِ سلف کا انکار ہے اور بے بنیاد تعصب ہے۔

⑧ جو ممکنات ومخلوقات احاطہ ربوبیت الٰہیہ میں داخل ہیں۔ سب کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مبعوث ہیں۔ پس کوئی حصہ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہو سکتا۔

⑨ جیسا کہ واحد عددی کا بحیثیت اولیت ثانی یا ثالث ہونا محال ہے۔ ویسا ہی بحیثیت

عموم دعوت مذکورہ واولیت خلق وختم نبوت وافضلیت مطلقہ وخلافت کبریٰ وانبیت فی الشفاعۃ وفی دخول الجنۃ واصالت فی کلِ فضلٍ ووساطت فی کلِ نعمۃ وغیرہا صفات کثیرہ ناممکن الاشتراک کے آپ کی نظیر محال اور ممتنع ہے۔

⑩ آپ کی صورت مقدسہ بلحاظ جسمیت معروض بعض عوارض بشریہ تھی اور آپ کی روحانیت اوصاف بشری سے برتر۔ اور تغیر وآفات وعیوب ونقائص بشری سے منزہ اور ضعف انسانی سے مبرا اور اعلیٰ صفات ملکیہ سے متصف ہے۔ پس آپ کا علم باللہ وصفاتہ قبل بعثت وبعد بعثت تمام عیوب ونقائص شک وجہل وغیرہ سے مبرا ومنزہ ہے

⑪ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی تین حیثیتیں ہیں۔ اول ظاہر باعتبار صورت بشر دوم ملکی۔ سوم وہ مرتبہ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔

⑫ آثار شریفہ وآثار سلف صالحین کی تعظیم ضروری ہے اور اُن کو ذریعہ اجابتِ دعا خیال کرنا صدق ایمان کی نشانی ہے۔

⑬ بہ نسبت علوم اولین وآخرین آپ کا علم اعلیٰ واکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی وارضی وتمام مخلوقات وجملہ اسمائے حسنیٰ وآیات کبریٰ وامور آخرت واشراط ساعت واحوال سُعَدا واشقیا وعلم ماکان ومایکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ وملکیہ سے آپ کا علم اشمل واکمل ہے۔ علم الٰہی اور آپ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

(۱) علم الٰہی غیر متناہی بالفعل اور محیط ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم متناہی بالفعل وغیر متناہی بالقوۃ اور محاط ہے۔

(۲) علم الٰہی بلا ذرائع ووسائل ازلی وابدی ہے۔ اور آپ کا علم بذریعہ وحی، الہام، کشف، منام وبسط حواس وبصیرت مقدسہ حادث ہے۔

⑭ آپ کے تمام اخبار واقوال متعلقہ دین ودنیا صادق اور حق ہیں۔ شک ووہم وجہل وغیرہ نقائص ومداخلت شیطانی سے منزہ ومبرا ہیں۔

⑮ آپ قبل نبوت وبعد نبوت کبائر وصغائر سے معصوم اور تمام قبائح بشری سے مبرا ہیں۔

(٦) بعض افعال بلاغیہ واحکام شرعیہ میں نسیان وسہو آپ سے لبغرض تشریع وافادہ علم بار واقع ہوا ہے اور صدورِ سہو ونسیان منافی شان نبوت نہیں۔ بلکہ نسیان وذہول از ناسوت بوجہ استغراق درلاہوت از قسم کمال ہے۔ جیساکہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے۔ البتہ ابن تیمیہ کے سہو ونسیان کو اپنے سہو ونسیان پر قیاس کرنا اور بقصد تحقیر آپ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

(۱۷) تمام عوارض بشری یعنی مرض تکلیف بدنی وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام کو لاحق ہوتے ہیں، ظاہری صورت میں، مشابہ عوارض عامۂ افراد انسانی ہیں۔ اور بلحاظ نتائج وآثار باطنی وحکمت خفیہ الہیہ تمام افراد بشر کے عوارض سے برتر اور اعلیٰ ہیں۔ مثلاً تکالیف امراض انبیا علیہم السلام سے نتیجہ اظہار احوال عالیہ مثل صبر، رضا، شکر، تسلیم، توکل، تفویض، دعا، تفرع اور موعظت اُمت بوقت لحوق عوارض کذائیہ بہ تحصیل امور مذکور ہے۔ پس اپنے عوارض پر عوارض انبیاء کو خیال کرنا سخت بے ادبی اور بعض حالات میں جبکہ تحقیر لازم آئے کفر ہے۔

(۱۸) حضور سید الانبیاء کا مغیبات پر مطلع ہونا آیات واحادیث سے بالتواتر ثابت ہے۔ منکر اس کا منکر قطعیات ہے۔

(۱۹) آپ روضۂ منورہ میں مثل دیگر انبیا علیہم السلام زندہ بحیات حقیقۃً دنیاویہ جسمانیہ ہیں۔ خاکساران اُمت کے حالات پر مطلع اور عاشقان درگاہ پر ہر لحظہ متوجہ ہیں اور احوال امت پر حاضر وناظر ہیں۔

(۲۰) زیارت روضۂ منورہ اعظم السعادات ہے انکار اس کا بدعات بدترین میں سے ہے۔

(۲۱) حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک کو معجزات ذیل وغیرہا سے مخصوص فرمایا۔

(۱) معراج جسمانی بحالت بیداری حرم شریف سے بیت المقدس کی طرف اور امامت انبیاء کرام اور سیر وسماوات وآیات کبریٰ وجنت ونار وغیرہ۔

(۲) اپنا جمال پاک حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بچشم ظاہر دکھایا۔

(۳) شق القمر۔

(۴) ستون مسجد شریف کا آپ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا۔

---

(۵) احجار واشجار کا آپ پر سلام کرنا اور تصدیق نبوت کرنا۔

(٦) آپ کی انگشت ہائے شریفہ میں سے پانی جاری ہونا اور ایک پیالہ پانی سے لشکر کا سیراب ہونا۔

(۷) آپ کی برکت سے قلیل طعام کا اس قدر بڑھنا کہ ہزارہا آدمی سیر ہوجائیں۔

(۸) بکری مذبوحہ کا آپ سے کلام کرنا۔

(۹) مذکورہ معجزات ودیگر خوارق مثل احیائے اموات جو احادیث سے ثابت ہیں بلا تاویل حق ونفس الامری ہیں۔

(۲۲) تمام معجزات سے اعلیٰ واقویٰ وادوم قرآن شریف ہے جس کے مقابلے سے تمام مخلوقات عاجز ہے۔ قرآن مجید کی ترکیب لفظی ومحاسن معنوی واخبار غیبیہ تمام معجز ہیں۔

مَاجَاءَ بِہٖ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ صَلَوَاتِ رَبِّ الْوَرٰی

(۱) حضور مظہر اللہ الاتم سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم پر وحی کئی قسم کی ہوئی ہے۔ علاوہ وحی ملکی کے دو اور قسم بھی ہیں جن میں فرشتے کو دخل اور توسط نہیں ہوتا۔

(۲) قرآن شریف کلام نفسی قدیم ازلی ابدی ہے جو بلباس اصوات وحروف جلوہ گر ہے اور بذریعہ ملک مقرب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور محبوب حق علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا۔

(۳) احادیث شریفہ قدسیہ ثانیہ باسناد صحیح وہ وحی ہے جو کبھی بتوسط کذائی اور کبھی بلا توسط کذائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وارد ہوئی۔

(۴) ہر دو وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں، حق ہیں۔ کوئی شبہ نہیں۔ اس میں سے بعدِ علم وثبوت قطعی کسی بات کا انکار اگرچہ درپردۂ تاویل باطل ہو کفر ہے۔ اور ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کا بلا وجہ انکار بدعت یا فسق ہے۔

(۵) امور ذیل کو حق ماننا ضروری ہے:۔

(۱) حشر اجساد واعادۂ روح انھیں اجساد میں جو دنیا میں تھے۔

(۲) جزائے اعمال خیر وسزائے شر۔

(۳) صراط دوزخ پر ممتد ہے۔ جس پر سب کو چلنا ہوگا۔ اہلِ نار کٹ کر دوزخ میں گر پڑینگے۔

اور اہلِ جنت اس پر گزر کر جنت میں پہونچیں گے۔

(۴) حساب اعمال، میزان، جنت، نار اور یہ دونوں آخر الذکر اس وقت موجود ہیں جنکی جگہ اللہ جلّ شانہٗ جانتا ہے۔

(۵) شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحق اہل کبائر حق ہے اور آپ کی شفاعت مقبول ہے جہاں آیات شریفہ میں نفی شفاعت واقع ہے وہ مقید بعدم رضا و اجازت الٰہی ہے۔

(۶) عذاب قبر کافر کو اور نعمت و راحت مومن صالح کو قبر میں حق ہے۔ اور عُصات مومنین مشیت الٰہی پر ہیں جسے چاہے عذاب فرمائے جسے چاہے نعمت بخشے۔

(۷) سوال منکر و نکیر جس سے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے۔

(۸) تمام رُسُلؑ و انبیاء من جانب اللہ حق ہیں۔

(۹) ملائکہ اجسام نوری ہیں عوارض ظلمانی سے منزہ ہیں۔ ان کے مقامات آسمان پر مقرر ہیں۔ کوئی کائنات سماوی و ارضی پر مقرر ہیں اور بعض کتابت اعمال بنی آدم پر۔ اور بعض عباد کے دل میں خطرات صالحہ القا کرنے پر۔ اور بعض حفاظت بنی آدم پر۔ ان کے مقابلے میں مخلوقات الٰہی میں سے شیاطین ہیں۔ جو خیالات فاسدہ کا القا کرتے ہیں قرب قیامت میں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور قتل دجّال و قتل خنازیر کرنا اور پھر دین واحد کا ہو جانا سب حق ہے۔

(۱۰) کل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جو آسمانی صحیفے ان پر نازل ہوئے سب حق ہیں۔

اَلْاِجْتِهَادُ فِی الدِّیْنِ وَتَقْلِیْدُ الْمُجْتَهِدِیْنِ

① عامۃ الناس جو درجۂ اجتہاد سے بے بہرہ ہیں تمام احکام فرعیہ غیر منصوصہ قطعیہ میں تقلید مجتہد پر مامور ہیں۔

② منصبِ اجتہاد مشروط بشرائطِ ذیل ہیں:

(۱) علم قرآن پر بقدر آیات احکام حاوی ہو۔ (۲) احادیث متعلقہ احکام سے واقف ہو۔ (۳) علم عربیّت، لغت، صرف و نحو، معانی و بیان وغیرہ میں کامل ہو۔ (۴) مذاہب سلف سے

پوری طرح واقفیت رکھتا ہو۔ (۵) قیاس کے اصول اور قواعد میں ماہر ہو اور علاوہ اس کے ورع و تقویٰ میں اعلیٰ درجہ پر ممتاز ہو۔ استنباط احکام میں مداخلت نفس و ہوا سے محفوظ ہو۔

③ جس میں ان صفات کی کمی ہو۔ خواہ کیسا ہی عالم کیوں نہ ہو تقلید کرنے کا پابند ہے ان شرائط سے کسی شخص کا متصف ہونا اس کے آثار اجتہادی اور تدقیقات فقہی و اعمال و اخلاق متفقہانہ سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ جو عوام و خواص امت پر ظاہر ہو کر تمام اہل انصاف کے ذہن میں اس کی عظمت کو مرکوز کرتے ہیں جیسا ہر فن کے مشاہیر کی اعلیٰ مہارت بلحاظ آثار ظاہرہ عامۃ الناس سے خواص تک سب کے نزدیک کالبدیہہ ہوتی ہے ویسا ہی جب کسی عالم متقی کے آثار اجتہادی اس قدر ظاہر ہوں کہ خواص و عوام اس کے لئے منصب اجتہاد تسلیم کرنے پر مجبور ہوں تو وہ مجتہد مسلم ہوتا ہے۔

④ امتِ مرحومہ میں ائمۂ اربعہ کا اجتہاد ان کے سب معاصرین و لاحقین سے اعلیٰ مانا گیا ہے اس کی وجہ وہی آثار علمی اور علامات زہد و تقویٰ ہیں جس سے آج تک ہر طبقہ کے لوگ ان کو مجتہد تسلیم کرتے آئے ہیں۔

⑤ ان میں سے امام الائمہ سراج الامت امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہٗ رئیس المجتہدین تسلیم ہو چکے ہیں۔

⑥ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آپ کے تلامذۂ و مقلدین میں ایسے اکابر اسلام پیدا کئے جنھوں نے حضور امام اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ کے مُخَرَّجَہ مسائل اور اصول مقررہ کو تالیفات و تصنیفات میں کمال تنقیح سے بیان کیا۔ جو آئندہ تازہ واقعات و صُوَرِ مُتَجَدِّدہ میں دستور فیصلہ مقرر ہوئے۔

⑦ کمالات علمی و فیضان انوار بطفیل حضرت امام ان علماء فقہ پر اسی صِبْغَۃُ اللّٰہِیہ سے ہوا ہے۔ جسکے سرچشمہ رئیس المجتہدین تھے بنا بریں حضرت امام محمد و امام ابو یوسف رحمہم اللہ باوجود تقلید فی الاصول والفروع مختلفہ اقوال امام میں بحضور امام خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کے لئے اور بعض احکام کو موافق اصول حضور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ استخراج کرنے کے لئے خود امام الائمہ سے معمور ہوئے ہیں پس صاحبین اور دیگران کے ہم منصب جو امام الائمہ کے تلامذہ تھے مجتہدین فی المذہب کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا کام صرف بعض کو بحضور امام قول مستقر امام پر بوقت ظہور دلیل ترجیح دینا اور اصول امام کے مطابق تازہ احکام استنباط کرنا ہے۔

(۸) ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا۔ اور ایسے فقہا پیدا ہوئے جن کا تبحر اصول و فروع مذہب حنفیہ میں اس قدر تسلیم کیا گیا کہ وہ نو پیدا شدہ مسائل و جزئیات کو جنکی بابتہ بالصراحت روایات مذہب میں نہ ملیں۔ اصول و فروع مذہب حنفی سے تخریج کریں جیسے حضرت ابو جعفر طحاوی، ابو الحسن کرخی، شمس الائمہ حلوائی، شمس الائمہ سرخسی، فخر الاسلام بزدوی، فخر الدین قاضی خاں وغیرہ سب مجتہد فی المسائل ہیں۔

(۹) چونکہ تدبیر الٰہی اسی رحمت خاصہ کے کامل کرنے پر متوجہ تھی ان فقہا کے بعد ایک اور طبقہ پیدا ہوا جن میں امام ابو بکر احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں۔ ان کے حصہ میں گو کسی قسم کا اجتہاد نہیں لیکن اصول و فروع میں اتنی مہارت ان کو تھی کہ مجمل ذی وجہین، مبہم محتمل امرین منقول عن صاحب المذہب او احد من اصحابہ کی تفصیل کر سکتے تھے ان کو اصحاب تخریج کہا جاتا ہے۔

(۱۰) ان کے بعد وہ طبقۂ فقہا پیدا ہوا جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دینے کی لیاقت رکھتے تھے۔ ان کو اصحاب ترجیح کہتے ہیں۔

(۱۱) ان کے بعد تدبیر الٰہی اور رحمت نا متناہی سے وہ طبقہ فقہا پیدا ہوا جو مذکورہ بالا مراتب کے لائق نہ تھے لیکن روایات متعددہ میں سے اقویٰ، قوی، ضعیف اور ظاہر مذہب و روایت نادرہ میں فرق کر سکتے تھے جیسے وہ حضرات جن کی کتابیں ہمارے زمانے میں باعث فیض اور عالمگیر قبولیت سے ممتاز ہیں طبقات اربعہ اولیٰ سے جو مذہب متعین ہو چکا ہے وہ صاحب کنز، صاحب مختار، صاحب وقایہ، صاحب مجمع کی کتابوں میں کمال تنقیح سے مذکور ہے۔

(۱۲) ان کے بعد علماً فقہا نے انہیں کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔ ان کتابوں کو کتب متاخرین سمجھ کر یہ کہنا کہ ان سے مذہب حنفی ٹھیک معلوم نہیں ہو سکتا محض خیال فاسد اور بے جا بدگمانی ہے۔ یہ کتب دراصل طبقات اربعہ کی قوی روایات کے راوی ہیں اور ان کا ثقہ ہونا عِندَ الکُلّ مسلم ہو چکا ہے۔

(۱۳) متون و شروح و فتاویٰ متاخرین جو معمول بہ و دستور العمل فتویٰ مقرر ہو چکے ہیں۔ بلا شبہ مذہب حنفیہ کے مبیّن ہیں ان کا خلاف بدعویٰ عمل بالحدیث بدون منصب اجتہاد گمراہی میں قدم رکھنا ہے۔ صدی چہارم تک مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب حنفیہ کی اس قدر تنقیح ہو چکی ہے کہ کوئی جزئی بلا تحقیق نہیں رہی اور آئندہ کے اغلب واقعات کے جوابات اسی تحقیقات سے برآمد ہو سکتے ہیں۔ اس لئے فقہا کا فتویٰ ہے کہ

اب اجتہاد ختم ہو چکا ہے اور اُس کے بعد کوئی جدید مجتہد نہیں پیدا ہوا۔

(۱۴) جس طرح حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مبین و مبلّغ احکام الٰہی ہیں اور آپ کی اطاعت جزو ایمان ہے ویسے ہی رئیس المجتہدین حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حکم و ہدایت کے مبلّغ و مبیّن ہیں۔ اس حیثیت سے آپ واجب الاطاعت ہیں۔

(۱۵) کسی غیر مجتہد شخص کو ائمۂ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید اس طرح پر واجب ہے کہ وہ اس امام کے تمام احکام میں اس کا مقلد ہو۔ کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرنا اور کسی میں دوسرے امام کی تقلید کرنا تلفیق میں داخل ہے اور تلفیق سے تلعّب بالدین لازم آتی ہے جو قطعاً حرام ہے۔

(۱۶) کسی غیر مجتہد کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی رائے سے کسی حدیث متعلق احکام فرعی مرویہ کتب حدیث پر عمل کرے۔

اَلْخِلَافَةُ وَالْوَلَایَةُ

(۱) بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولیاء والخلفاء امام الصدیقین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ افضل الامت ہیں۔ آپ کے بعد عمر فاروق اکبر، عثمان ذی النورین و مولی المومنین مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بترتیب خلافت افضل ہیں۔

(۲) عشرۂ مبشرہ، خاتون جنت، اُمّ المومنین خدیجہ و اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن و حضرات امام حسن و امام حسین و اصحاب بدر و بیعۃ الرضوان رضی اللہ تعالیٰ عنہم طاہر مطہر قطعی جنتی بلکہ گنہگاران اُمت کے تکیہ گاہ ہیں۔

(۳) (الف) تمام صحابہ خصوصاً اہل بدر و اہل بیعت الرضوان نجوم ہدایت ہیں۔ ان میں سے کسی پر طعن کرنا رفض و استحقاق دخولِ نار ہے۔ ان سب کی تعظیم و توقیر امت پر فرض اہم ہے۔ یہ سب اولیائے امت کے سردار اور بباعث شرفِ صحبت ولایت خاصہ پر ممتاز ہیں۔ ان سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک ولی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ (ب) فتح مکہ معظمہ کے بعد جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مشرف باسلام ہوئے ان سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم افضل ہیں جو فتح مکہ معظمہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے لیکن ان دونوں قسم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اللہ تعالیٰ نے حسنیٰ یعنی بھلائی کا وعدہ فرما لیا ہے ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا رفض و گمراہی ہے۔

(۴) حقیقت ولایت یہ ہے کہ علاوہ ایمان واعمال صالحہ کے یقین وعرفان اسماء و صفات ذات حق بطور وجدان ببرکت ذکر وتلاوت وصوم وصلوٰۃ وہبی طور پر جب عبد صالح کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اسکے سینۂ پاک میں پیدا ہوتے ہیں۔ اخلاص، تواضع، توبہ، زہد، صبر، شکر، خوف، رجا، توکل، رضا، فقر، محبت، پس وہ ماسوائے حق سے معرض ہوتا ہے اور خوف ورجائے الٰہی میں مستغرق، اس حالت میں ان مقامات کے آثار افراد بشر پر دو طور سے ظاہر ہوتے ہیں، خوارق وتربیت مریدان، پس اس کو وحی وعصمت کے بجائے (جو کہ خواص انبیاء میں سے ہیں) کشف صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے۔ جس کے باعث وارث انبیاء وخلیفہ برحق قرار پاتا ہے اور لفظ ولی کا مصداق ہوتا ہے۔

(۵) سلاسل صوفیائے کرام جو مسلسل حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے متصل ہیں ان کے معارف ومقامات من وعن انوار رسالت سے ماخوذ ہیں۔ ان میں طرق تربیت مریدین مقامات مذکورہ مبنی ہیں اور مشائخ صوفیۂ موصوف کشف صادق سے غائبین کے حال پر مطلع ہوکر ان کی ویسی ہی تربیت فرماتے ہیں جیسی حاضرین کی۔

(۶) یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ وظائف کذائیہ بغرض استمداد وطلب ہمت ودعا جائز وثابت ہیں۔ ایسے وظائف کا انکار کرنا جہالت ہے اور ان کو شرک وغیرہ سے تعبیر کرنا ظلم اور ضلالت ہے۔

(۷) ان کی صورت مبارک کا خیال مریدین کے خطرات واحادیث نفسی کے دور کرنے میں وہی کام کرتا ہے جو ظلِّ فاروقی شیطان کے دور کرنے میں۔ ان مشائخ کی صورت مثالی جذبات نفس مرید کو مٹانے میں برہان قاطع ہے۔

(۸) طریق استفادۂ باطنی وبیعت جو معمول مشائخ کرام ہے۔ ہر ایک مومن طالب کمال ایمان کے لئے سنت اور ضروری ہے۔

(۹) خاص معمولات مشائخ وکیفیات اذکار وریاضت اصول دین سے ماخوذ ہیں، بعض اجتہاداً اور بعض کشفاً۔

(۱۰) ذکر جہر وستر شرعاً ثابت اور باعث قرب وحصول محبت الٰہی ہے۔

(۱۱) حمد الٰہی ونعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ومدح بزرگان واولیائے کرام اور اشعار متعلق محبت الٰہی کا خوش آوازی سے سنکر محبت الٰہی کا بھڑکانا شرعاً مباح ومستحسن ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔

(۱۲) عبادات بدنی، مالی کا ثواب ہدیہ ارواح مقدسہ انبیاء واولیاء ودیگر اہل ایمان کرنا ثابت ہے۔ اور اس کا مطلقاً انکار بدعت ہے۔

(۱۳) بالخصوص بروز وفات اولیاء ثواب طعام وکلام سے فاتحہ رسانی باعث نزول برکات اور تازگی ایمان ہے۔

اَلشِّرْكُ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ جَلِيِّهٖ وَخَفِيِّهٖ

(۱) شرک وکفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔ (۲) حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے امارات سے یہ ہے کہ بندگانِ حق تعالیٰ محبوبانِ الٰہی کی ان قابل عظمت صفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں (مثلاً کشف بلاد شدت استجابتِ دعا، تاثیر، تسخیر وغیرہ) صفات جناب باری (سُبْحٰنَہٗ، سُبْحٰنَہٗ، سُبْحٰنَہٗ) کے برابر خیال کیا جائے (نعوذ باللہ تعالیٰ) اور بنا بریں نہایت عجز ونیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کئے جاویں کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ معبود ہے۔ (۳) شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے اور صفات عباد وصفات ربوبیت میں مابہ الامتیاز ظاہر فرمانا بعثت رسل کا مہتم بالشان مقصد ہے۔ (۴) خواص عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ ان کی حقیقت واقعہ کا اظہار ہے جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری وتقدس ظاہر ہو۔ (۵) محبوبیت وشفاعت جو کہ تمام ادیان وشرائع میں خواص بشر کے لئے ثابت کی گئی ہے اوسکو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار ہوکر تصرفات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اسکی اجازت پر موقوف سمجھنا اور ا[illegible] در حقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا ایمان وتوحید ہے۔ (۶) ایسا ہی خوارق وکرامات اولیاء واشراق باطنی سے انکو مغیبات پر بلا ذریعہ عطیہ الٰہی اس طرح مطلع تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور بذریعہ قوائے روحانی وناسوتی جو انبیاء واولیا کو عطا ہوتی ہیں۔ ان امور کا بتعلیم اللہ تعالیٰ وبعطاء اللہ تعالیٰ مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔ (۷) صفات عبودیت کو صفات ربوبیت سے شریک کرنیوالا مشرک ہے اور اُن کا مطلقاً منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق نگاہ رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے۔ ثَبَّتَنَا اللّٰهُ عَلَيْهِ بِحُرْمَةِ خَيْرِ مَنْ سَلَكَ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

اَلْكُفْرُ وَالْكَبَائِرُ وَالْكُفْرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ الْمُسْتَعَانُ

(۱) خداوند کریم جلّ جلالہٗ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کا اور ان احکام کا جو من عند اللہ یا من عند الرسول ثابت ہوں انکار کرنا کفر ہے۔ ان احکام کا ثبوت تین طور سے ہوتا ہے۔

(۱) آیت کے معانی جو حسب محاورہ عرب قطعی طور پر مفہوم ہوں (۲) حدیث شریف متواتر کے معانی قطعیہ حسب لغت و محاورہ (۳) اجماع مجتہدین امت راشدہ جو قطعی ہو۔ ان طرق ثلاثہ سے جو بات پایۂ ثبوت کو پہونچے مؤمن پر اس کا ظاہراً باطناً تسلیم کرنا ضروری ہے ورنہ بصورت انکار صریح بلا تاویل (معاذ اللہ) فقہا کے نزدیک مطلقاً ظلمت کفر میں مبتلا ہوتا ہے اور جو شخص بلا وجہ حق واضح میں بے محل تاویل کو بہانۂ انکار قائم کرے کافر ہے۔

② ارکانِ ایمان واسلام و ضروریات دین میں سے کسی کا انکار قولاً یا فعلاً کفر ہے۔ ③ قوائے انسانی کو لفظ ملائکہ وارده فی النص کا معنی مرادی قرار دینا اور قوت نظریہ نبی علیہ السلام کو جبرئیل ماننا خلاف نص واجماع اور کفر قطعی ہے کہ ضروریات دین کا انکار ہے۔ ④ حشر اجساد و نعیم جنت کی جس کیفیت سے تفصیل کلام شارع میں وارد ہے بلا تاویل تسلیم کرنا ضروری ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ ⑤ بعد بعثت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بعثت نبی کو جائز ماننا یا اسکو ختم نبوت میں مخل نہ جاننا کفر ہے۔ ⑥ بالاطلاق احادیث کا واجب الاطاعۃ نہ سمجھنا کفر ہے۔ ⑦ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پاک میں بے ادبی (معاذ اللہ) قولاً فعلاً ہتک یا تحقیر کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ⑧ قرآن عظیم میں تحریف ماننا کفر ہے۔

⑨ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔ ⑩ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تکذیب کفر ہے۔

⑩ منکران ضروریات دین کے عقائد کفریہ کے شرعی رد و ابطال کو جھگڑا فساد بتانا کفر ہے۔

علماءِ نجد و دیوبند کے عقائد و مسائل کا لرزہ خیز بیان

حبیبِ خدا

شب اسریٰ کے دولہا غیب دان و عالم ما کان و ما یکون حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک مشہود معتبر حدیث کے مطابق ملک شام و یمن کے لئے برکت کی دعا فرمائی تو اہلِ نجد نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمارے نجد کے لئے بھی۔ آپ نے پھر شام و یمن کے لئے دعاء برکت فرمائی۔ انہوں نے پھر نجد کیلئے عرض کیا۔ اس پہ آپ نے فرمایا۔ کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا گروہ نمودار ہوگا۔ بخاری مشکوٰۃ ص۵۸۲ والعیاذ باللہ

فائدہ :۔ اس پیشین گوئی کے مطابق نجد سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا گروہ اور اس کی تحریکِ وہابیت کا ظہور ہوا۔ یہی شخص وہابی مذہب کا موجد و امام ہے اور دورِ حاضر میں اہلِ دیوبند، مودودی جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت، غیر مقلدین "اہلحدیث" در حقیقت سب اس شخص کے پیروکار اور اعتقادی طور پر اس سے متأثر و اس کے ہمنوا ہیں۔ بظاہر لیبل مختلف ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ سب لوگ وہابی اصول و عقائد سے وابستہ اور وہابی خاندان کی شاخیں ہیں۔ اہلِ دیوبند کا بظاہر اہلِ سنت و جماعت بننا اور "سوادِ اعظم اہلسنت" کے نام سے تنظیم قائم کرنا سراسر دھوکہ و مغالطہ ہے۔ جس کے ازالہ کے لئے مندرجہ ذیل حقائق کا مطالعہ ضروری ہے۔

اعترافِ حقیقت

اہل دیوبند کا وہابی ہونا ان کا محمد بن عبدالوہاب نجدی سے اندرونی تعلق و اتحاد اور اس کا مداح و معتقد ہونا ایک ایسی حقیقت ہے۔ جس کا خود اکابر دیوبند نے واشگاف الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ مولوی **رشید احمد** گنگوہی نے لکھا ہے۔ کہ محمد بن عبدالوہاب .... اچھا آدمی تھا۔" ● محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد

عمدہ تھے ● "اہلِ نجد اور سنی حنفیوں کے عقائد متحد ہیں۔ وہابی متبع سنّت اور دیندار کو کہتے ہیں"۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۰۵-۵۵۱) مولوی اشرف علی تھانوی کا اپنے متعلق اعلان تھا۔ کہ "بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں۔ یہاں (ہمارے ہاں) فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو"۔ (اشرف السوانح ج ۱ ص۴۵) اور ان کی یہ تمنا تھی کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں پھر (لوگ) خود ہی وہابی بن جائیں"۔ (الافاضات الیومیہ ج ۵ ص۶۷) مولوی خلیل احمد، مولوی محمود حسن، مولوی اشرف علی تھانوی، مفتی کفایت اللہ وغیرہم جیسے اکابر علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب المہند (ص۱۹) میں لکھا ہے۔ کہ "وہابی ... سُنّت پر عمل کرتا ہے۔ بدعت سے بچتا ہے۔ اور معصیت کے ارتکاب میں اللہ تعالٰی سے ڈرتا ہے"۔ مولوی منظور نعمانی نے کہا۔ ہم بڑے سخت وہابی ہیں"۔ اور مولوی محمد زکریا نے اس کے جواب میں کہا۔ مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں"۔ (سوانح مولانا یوسف کاندھلوی ص۱۹۲) اکابر دیوبند کے ان ناقابلِ تردید حوالہ جات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ دیوبندی مولوی اندر سے نجدی اور پکے وہابی ہیں۔ اور ان کا بظاہر سنّی حنفی بننا محض تقیہ بازی و ابن الوقتی ہے۔ اسی لئے فتنۂ دیوبندیت اُمتِ محمدی و بھولے بھالے سنّیوں کے لئے سب سے زیادہ خطرناک و نقصان دہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

الغرض حدیثِ مذکورہ کی روشنی میں اہلِ دیوبند کے نجدی گروہ سے اندرونی تعلق محمد بن عبدالوہاب کی مدح و تحسین اس سے قلبی و اعتقادی وابستگی وہابیت کی قصیدہ خوانی اور خود اپنی زبانی وہابی بننے کے بعد اب وہابی دیوبندی مکتبِ فکر کے امام محمد بن عبدالوہاب و وہابی مذہب کی حقیقت ملاحظہ ہو۔

محمد بن عبدالوہاب

دیوبندی مکتبِ فکر کے مایۂ ناز رہنما و سابق صدر دیوبند مولوی حسین احمد "مدنی" دیوبندی مسلک کے امام و

کی ختم نبوت میں تحریف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ● اپنے رسالہ "الامداد" ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص۳۵ پر اپنے ایک مرید کی طرف سے بدیں الفاظ اپنا کلمہ و درود شائع کیا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْرَفُ عَلِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا اَشْرَفَ عَلِیْ اور حالتِ خواب و بیداری میں اس کلمہ درود پڑھنے والے مرید کو تسلّی دی۔ کہ جن کی طرف تم رجوع کرتے ہو۔ وہ متبع سُنّت ہے"۔ کیا یہ مرزائیت سے اندرونی اتحاد نہیں؟ ایک طرف تو تھانوی صاحب نے اپنے آپ کو اتنا بڑھایا کہ ● اپنا کلمہ و درود تک پڑھوایا اور دوسری طرف نبیٔ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی یہاں تک تنقیص و گستاخی کی۔ کہ "بعض علومِ غیبیہ میں ... حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون (بچہ و پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپاؤں) کے لئے بھی حاصل ہے"۔ (حفظ الایمان ص۸) ● رہی سہی کسر یوں پوری کر دی کہ "بدعتی کے معنیٰ ہیں۔ باادب بے ایمان اور وہابی کے معنیٰ بے ادب با ایمان"۔ (افاضات الیومیہ ج۴- ص۱۷۰) گویا جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محبوبانِ خُدا کی تعظیم و ادب کرے وہ بے ایمان و بدعتی ہے اور جو ان کی توہین کرنے والا گستاخ و بے ادب ہو وہ با ایمان و متقی ہے۔ ایماندار کے لئے بے ادب اور گستاخ ہونا ضروری ہے۔ اور چونکہ وہابی بے ادب ہیں۔ اس لئے وہی با ایمان ہیں۔ اس سے بڑھ کر وہابیت کی حمایت اور شانِ رسالت و ولایت کی بے ادبی و مخالفت اور کیا ہو سکتی ہے؟

مولوی محمود حسن

خلیفہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کے چھٹے امام ہیں۔ جنہوں نے اپنے پیر گنگوہی کے مرنے پر "مرثیہ" لکھا۔ جس میں گنگوہی صاحب کا حضرات انبیاء علیہم السلام سے موازنہ اور ان حضرات کی تنقیص کرتے ہوئے۔ گنگوہی صاحب کو ● بانیٔ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم)

کا "ثانی" قرار دیا ● گنگوہی کے کالے کلوٹے عبید و بندوں کو سیدنا یوسف علیہ السلام کا "ثانی" قرار دیا ● گنگوہی صاحب کی آواز کو "لحنِ داؤدی اور بانگ خلیل اللہی" قرار دیا ● سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر گنگوہی صاحب کی برتری بیان کرتے ہوئے ۔ بدیں الفاظ عیسیٰ علیہ السلام پر طنز و آپ کی تنقیص کی ۔ کہ گنگوہی نے ؎

"مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم"

مولوی محمود حسن صاحب نے تنقیص انبیاء پر ہی اکتفا نہیں کیا ۔ بلکہ پیر پرستی میں یہاں تک غلو کیا کہ ؏ "پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ" لکھ کر گنگوہ کو کعبۃ اللہ سے بھی بڑھ کر قرار دیا ۔ "تقویۃ الایمانی" عقیدۂ توحید کے برعکس گنگوہی صاحب کو سب مشکلات کا حل کرنے والا ۔ حاجات روحانی و جسمانی اور دینی و دنیاوی کا قبلہ مربّیٔ خلائق اور ان کے حکم کو "قضائے مبرم" کی تلوار و تبدیلیٔ تقدیر کی خدائی صفات میں شریک کیا ۔ بلکہ گنگوہی صاحب کو ربّ ۔ ان کی قبر کو طور اور خود کو بمنزلۂ موسیٰ (علیہ السلام) قرار دے کر بدیں الفاظ "اَرِنِی" کا ورد کیا ۔ کہ

؎ تمہاری تربتِ انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار اَرِنِی مری دیکھی بھی نادانی

مولوی حسین علی

وان بھچروی ۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد مولوی غلام خان کے استاد اور مولوی سرفراز گکھڑوی کے پیر، دیوبندی مکتبِ فکر کے ساتویں امام ہیں ۔ انہوں نے اپنی نام نہاد تفسیر "بلغۃ الحیران" (ص۴۳) میں معاذاللہ فرشتوں اور رسولوں کو "طاغوت" قرار دے دیا ۔ جس کو کوئی معمولی دیوبندی مولوی بھی اپنے حق میں گوارا نہیں کر سکتا ۔ علاوہ ازیں ۔ معتزلہ کے اس عقیدۂ باطلہ کی توثیق کی کہ اللہ کو بندے کے عمل کے بعد اس کا علم ہوتا ہے پہلے نہیں" ۔ (بلغۃ الحیران ص۱۵۸)

عبارت میں معنیٔ ختم نبوت میں تحریف اور خاتم یعنی آخری نبی و اس کی فضیلت کا انکار کرنے کے بعد منکرینِ ختم نبوت کی مزید حوصلہ افزائی کے لئے لکھا ہے "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو ۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا ۔ (تحذیر الناس ص۲۱) مسئلہ ختم نبوت پر ہاتھ صاف کرنے کے بعد ایک اور گل کھلایا ہے ۔ کہ "انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں ۔ تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں ۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں" ۔ تحذیر الناس ص۵ امتی کے نبی سے مساوی ہونے اور بڑھنے کا تصور اور کہاں مل سکتا ہے ؟

مولوی رشید احمد

گنگوہی دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کے چوتھے امام ہیں ۔ انہوں نے "تقویۃ الایمان" جیسی رسوائے زمانہ گستاخانہ شدید دلآزار کتاب کے متعلق لکھا ہے ۔ کہ کتاب "تقویۃ الایمان" نہایت عمدہ کتاب ہے ... اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے ۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۳۵۱) یعنی جس نے اس گستاخانہ کتاب کے رکھنے پڑھنے عمل کرنے سے کوتاہی کی وہ عین اسلام سے محروم رہا ۔ استغفراللہ ۔ ان کے نزدیک "تقویۃ الایمان" کی گستاخیوں کے باعث جو اس کو کفر اور مولوی اسمٰعیل کو کافر کہے ۔ "وہ خود کافر اور شیطان ملعون ہے" ۔ (فتاویٰ ص۳۵۲-۳۵۶) مگر "جو شخص صحابۂ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے ... وہ اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا" (فتاویٰ ص۴۳۰) ● "تقویۃ الایمان" کے زیر اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرتے ہوئے لکھا ہے ۔ کہ "مجھ کو بھائی کہو" ۔ (فتاویٰ ص۳۴۶) ● ان کے نزدیک "ہندو تہوار ہولی یا دیوالی کی کھیلیں ۔ پوری کھانا درست ہے ● ہندو کے سودی روپیہ کے پیاؤ سے پانی پینے میں مضائقہ نہیں" (فتاویٰ ص۲۷۲) لیکن ● "محرم میں ذکر شہادتِ حسنین کرنا اگرچہ بروایاتِ صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور .. حرام ہیں" ۔ (فتاویٰ ص۴۵۱)

● "شہیدانِ کربلا کا مرثیہ جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے"۔ (فتاویٰ ص۲۷۶) لیکن خود ان کا "مرثیہ" دیوبندی شیخ الہند محمود حسن دیوبندی نے شائع کیا ● "قبلہ و کعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں ہے"۔ (فتاویٰ ص۲۶۵) لیکن "مرثیہ" میں انہیں "قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی" لکھا ہے ● بچوں کی سالگرہ اور اس کی خوشی میں کھانا کھلانا جائز ہے۔ (فتاویٰ ص۲۶۶) لیکن ● "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلِ میلاد بہر حال ناجائز ہے ... اگرچہ روایات صحیحہ پڑھی جاویں"۔ (فتاویٰ ص۲۲۶) ● زاغ معروفہ (کوّا) کھانے کو ثواب ہوگا۔ (فتاویٰ ص۲۹۶) لیکن غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں کا کھانا حرام ہے"۔ (فتاویٰ ص۳۳۴) ● "مولوی اسمٰعیل قطعی جنتی ہے"۔ (فتاویٰ ص۳۵۲) لیکن "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ"۔ (فتاویٰ ص۳۳۴) ● "لفظ رحمۃً لِلعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے ... اگر (کسی) دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ ج۲ ص۹) انہی کے حکم سے لکھی گئی ان کی مصدقہ و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی مصنفہ کتاب "براہین قاطعہ" میں ● شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ و خود حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ افترا کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں"۔ اور اسی صفحہ پر شیطان و ملک الموت کا علم آپ سے وسیع قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ● "شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم علیہ السلام کو ... ثابت کرنا شرک نہیں۔ تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی) نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت کی کونسی نص قطعی ہے"۔ (براہین ص۵۱) ● "جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے آپ کا معاملہ ہوا آپ کو اردو آگئی"۔ (براہین ص۲۶)

مولوی اشرف علی

تھانوی دیوبندی مکتبِ فکر کے پانچویں امام ہیں۔ انہوں نے دیوبندیت کے تیسرے امام نانوتوی صاحب

جو نجدی وہابی مولویوں اماموں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والوں کو موردِ الزام ٹھہراتے اور یکطرفہ پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ انہیں "مدنی صاحب" و نواب صدیق حسن خاں کی بیان کردہ تاریخ و حقیقت کی روشنی میں سوچنا چاہیئے۔ کہ محمد بن عبد الوہاب کے پیروکاروں کے پیچھے اہلِ سنت و جماعت کی نماز کیسے ہو سکتی ہے۔ قصور اقتداء نہ کرنے والوں کا ہے یا ان مولویوں کا؟

مولوی محمد اسمٰعیل

دہلوی، دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کے دوسرے امام ہیں جن کی شانِ الوہیت و دربارِ رسالت میں گستاخی و زبان درازی کا یہ عالم ہے کہ ان کے نزدیک ● "اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک ماننا بھی بدعت ہے"۔ (ایضاح الحق ص۳۵) (گویا مخلوق کی طرح خالق بھی زمان و مکان کا محتاج ہے والعیاذ باللہ) ● خدا تعالیٰ مکر بھی کرتا ہے۔ لکھا ہے "اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیئے"۔ (تقویۃ الایمان ص۵۵) ● اللہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور ہر انسانی نقص و عیب اس کے لئے ممکن ہے"۔ (یک روزہ ص۱۷ ملخصاً) ● "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"۔ (تقویۃ الایمان ص۲۴) گویا اللہ کا علم قدیم و لازم نہیں۔ چاہے تو دریافت کر لے چاہے تو بے علم رہے اور اُس کیلئے غیب غیب ہی رہے۔ والعیاذ باللہ۔ یہ ہیں ان لوگوں کے نعرۂ توحید کے کرشمے۔ اللہ کے علم قدیم کا انکار اور زمان و مکان و جھوٹ و مکر کا اثبات ● "رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی مرتبہ زیادہ بُرا ہے"۔ (صراط مستقیم فارسی ص۹۷، اردو ص۱۲۰) ● "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔ (تقویۃ الایمان ص۱۵) ● "مقبولینِ حق کے معجزہ و کرامت جیسے بہت افعال بلکہ ان سے زیادہ قوی و اکمل کا وقوع طلسم و جادو والوں سے ممکن ہے"۔ (منصبِ امامت ص۱۸) ● "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اسکے دربار میں یہ حالت ہے کہ ... مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے"۔ (تقویۃ الایمان ص۶۸)

● "انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ (نبی۔ ولی) ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے" (تقویۃ ص۴۲) ● بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان ... ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا .. محض بے انصافی ہے۔ کہ ایسے بڑے شخص اور انبیاء اولیاء کو بے خبر نادان بے حواس ناکارے کہنے کا کوئی مسلمان تصور کر سکتا ہے؟ ● اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے برابر پیدا کر ڈالے"۔ (تقویۃ ص۳۶) مرزائیوں نے ایک کو کھڑا کیا وہابیوں کے ہاں کروڑوں کا امکان ہے ● "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" (تقویۃ ص۴۹) ● "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" (تقویۃ ص۷۱) ● "جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار۔ ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار (بے اختیار) ہے" (تقویۃ ص۶۰) ● "کسی بزرگ (نبی ولی) کی شان میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو۔ وہی کرو۔ اس میں بھی اختصار ہی کرو۔" (تقویۃ ص۸۰)

● حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بہتان باندھتے ہوئے آپ کی طرف سے لکھا ہے۔ کہ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ (تقویۃ ص۵۷) دیوبندی وہابی مذہب کے علاوہ کوئی مسلمان آپ پر جھوٹا بہتان باندھنے اور آپ کو مردہ "مٹی میں ملنے والا" کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟

مولوی محمد قاسم

نانوتوی، دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کے تیسرے امام و بانیٔ مدرسہ دیوبند ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا۔ کہ تقدم یا تأخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"۔ (تحذیر الناس ص۳)

ممدوح محمد بن عبدالوہاب کے متعلق لکھتے ہیں "صاحبو۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلِ سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ (انہیں کافر و مشرک قرار دے کر) ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ ● الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ ... محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و جملہ مسلمانانِ دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں (غیر مقلد) نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے"۔

وہابیت

● شانِ نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مماثل ذاتِ سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں۔ ... ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں۔ اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ● ان کے بڑوں (اکابر وہابیہ) کا مقولہ ہے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ۔ نقل کفر، کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کُتّے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے ● زیارتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانۂ شریفہ و ملاحظۂ روضۂ مطہرہ کو یہ طائفہ (وہابیہ) بدعت و حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے ... بعض اُن میں کے سفرِ زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ اگر مسجدِ نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ و سلام ذاتِ اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے۔ اور نہ اُس طرف متوجہ ہو کر دعا مانگتے ہیں ● وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں۔ اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں (نازیبا) الفاظ وہابیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں۔۔۔ ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے ● وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوٰۃ و سلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأتِ دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدۂ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ (کتاب شہاب ثاقب از حسین احمد مدنی ص ۴۲-۴۶، ۴۳-۶۸)

نوٹ:۔ یہ ہیں محمد بن عبدالوہاب و وہابیوں کے عقائد و معمولات "مدنی صاحب" ایک تو صدر دیوبند تھے۔ اور دوسرا وہ بقولِ دیابنہ سترہ اٹھارہ برس مدینہ منورہ میں رہنے کے باعث محمد بن عبدالوہاب و اہلِ نجد کے حالات سے ذاتی طور پر زیادہ واقف تھے اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو دیوبندی حضرات "مدنی صاحب" کو جاہل و کاذب اور مفتری ٹھہرائیں اور یا پھر خوفِ خدا کریں اور "خود کو "سُنّی" حنفی و سوادِ اعظم اہلِ سُنّت" ظاہر کر کے مخلوقِ خدا کو دھوکہ نہ دیں۔ اس لئے کہ محمد بن عبدالوہاب و وہابیوں کو "اچھا و عمدہ" جاننے والے دیوبندی وہابی نہ "سُنّی" کہلا سکتے ہیں۔ اور نہ نجدی حنفی ہو سکتے ہیں۔ یہ سراسر تضاد ہے جھوٹ ہے۔ منافقت ہے۔ یہاں ان لوگوں کے لئے بھی مقامِ عبرت ہے۔

جیسا کہ پہلے مولوی اسمٰعیل دہلوی کے "تقویۃ الایمانی" حوالہ سے گزرا۔ کہ خدا تعالیٰ کا علم قدیم و لازم و دائم نہیں۔ چاہے تو دریافت کر لے چاہے تو نہ کرے اور بے علم رہے۔ کیونکہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار ہو۔ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔" (تقویۃ الایمان ص ۲۳) والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مولوی حسین علی:۔ نے مزید لکھا ہے۔ کہ "نماز میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شکل کا خیال کرے۔ تو لفظ السلام علیك ایها النبی سے التحیات میں نماز فاسد ہو جائے گی۔" (ملخصاً ص ۳۳) اور معاذ اللہ اسی قسم کا عقیدہ باطلہ پہلے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی "صراطِ مستقیم" کے حوالہ سے بھی گزر چکا ہے ● "بلغۃ الحیران" کے ص ۱۳۴ پر معاذ اللہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد (رضی اللہ عنہ) کے کافر و دوزخی ہونے کا تاثر دیا ہے۔" (ملخصاً) ● مزید لکھا ہے۔ "رسولوں کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں وہ عاجز بندے ہیں۔۔۔ ● میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ میں تو محض رسول ہوں"۔ (ص ۲۰۱، ۲۸۴)

اہلِ ایمان و اہلِ انصاف غور فرمائیں۔ کہ علماء نجد و دیوبند نے کس کثرت سے کس کس انداز اور کیسے الفاظ میں محبوبانِ خدا حضرات انبیاء و امام الانبیاء (علیہم السلام) کی گستاخیاں کی ہیں۔ اور ان کی تحقیر و تنقیص میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور یہود و نصاریٰ کی پیروی میں محبوبانِ خدا کی عظمت و رفعتِ شان کو یکسر نظر انداز کر کے قرآن پاک میں تحریف و خیانت اور رسالت دشمنی کا کھلم کھلا مظاہرہ کیا ہے۔ اسی لئے علماء و مشائخِ حرمین طیبین اور علماء اہلسنت پاک و ہند نے مذکورہ کفریہ عبارات و گستاخانہ عقائد پر اہلِ نجد و دیوبند کی تکفیر فرمائی اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ فرمایا۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔ تفصیل کیلئے اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی کی کتاب "الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ" اور "حسام الحرمین" شریف کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

درود پاک کے فضائل

جذب القلوب میں مندرجہ ذیل فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) ایک بار درود پاک پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(۲) درود پاک پڑھنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۳) درود پاک پڑھنے والے کا کندھا جنت کے دروازے پر حضور ﷺ کے کندھے مبارک کے ساتھ چھو جائے گا۔

(۴) درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب سے پہلے آقائے دو جہاں ﷺ کے پاس پہنچ جائے گا۔

(۵) درود پاک پڑھنے والے کے سارے کاموں کے لئے قیامت کے دن حضور ﷺ متولی (ذمہ دار) ہو جائیں گے۔

(۶) درود پاک پڑھنے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

(۷) درود پاک پڑھنے والے کو جانکنی میں آسانی ہوتی ہے۔

(۸) جس مجلس میں درود پاک پڑھا جائے اس مجلس کو فرشتے رحمت سے گھیر لیتے ہیں۔

(۹) درود پاک پڑھنے سے سید الانبیاء حبیب خدا ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔

(۱۰) رسول اللہ ﷺ خود درود پاک پڑھنے والے سے محبت فرماتے ہیں۔

(۱۱) قیامت کے دن سید دوعالم نور مجسم ﷺ درود پاک پڑھنے والے سے مصافحہ کریں گے۔

(۱۲) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

(۱۳) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے درود شریف کو سونے کی قلموں سے چاندی کے کاغذوں پر لکھتے ہیں۔

(۱۴) درود پاک پڑھنے والے کا درود شریف فرشتے دربار رسالت میں لے جا کر یوں عرض کرتے ہیں ، یارسول اللہ ﷺ! فلاں کے بیٹے فلاں نے حضور کے دربار میں درود پاک کا تحفہ حاضر کیا ہے۔

(۱۵) درود پاک پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے ، رافضی ہوئے ، نیچری ہوئے ، قادیانی ہوئے ، چکڑالوی ہوئے ، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے ، ان سے تابعین روشن ہوئے ، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے ، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اُس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۱۳ از مولانا حسنین رضا)